آیاتہا ۶۰ ﴿ سُوْرَۃُ الرُّوْمِ مَكِّيَّةٌ ۳۰ ﴾ رکوعاتہا ۶

امام ابن ضریس، نحاس، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دلائل میں مختلف سندوں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ سورۃ الروم مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام عبدالرزاق اور امام احمد رحمہما اللہ نے حسن سند کے ساتھ ایک صحابی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں صبح کی نماز پڑھائی تو اس میں سورۂ روم تلاوت کی۔

امام بزار نے حضرت اغر مزنی سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز میں سورۂ روم تلاوت کی۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت معمر بن عبدالملک بن عمیر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے روز صبح کی نماز میں سورۂ روم تلاوت کی۔

امام ابن ابی شیبہ نے مصنف میں، امام احمد اور ابن قانع رحمہم اللہ نے حضرت عبدالملک بن عمیر رضی اللہ عنہ کے واسطہ سے حضرت ابوروح رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھائی، سورۂ روم تلاوت کی تو اس میں مشکل پیش آئی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا ہماری نماز کو ہم پر وہ لوگ مشتبہ کر دیتے ہیں جو بغیر وضو کے نماز میں حاضر ہوتے ہیں۔ جو نماز میں حاضر ہو تو اچھی طرح وضو کرے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

الٓمّٓ ۝۱ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝۲ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَ هُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۝۳ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۬ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْۢ بَعْدُ ؕ وَ يَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۴ بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝۵ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۶

"الف، لام، میم، ہرا دیئے گئے رومی پاس کی زمین میں اور وہ ہار جانے کے بعد ضرور غالب آئیں گے چند برس کے اندر۔ اللہ ہی کا حکم ہے پہلے بھی اور بعد بھی اور اس روز خوش ہوں گے اہل ایمان اللہ تعالیٰ کی مدد سے۔ وہ مدد فرماتا ہے جس کی چاہتا ہے اور وہی سب پر غالب ہے ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔ یہ وعدہ اللہ نے کیا ہے۔ اللہ

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور التی نزلت بمکۃ، جلد 7، صفحہ 143، دارالکتب العلمیہ بیروت

تعالیٰ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔ لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے۔"

امام احمد، امام ترمذی، امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے، امام نسائی، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی نے کبیر میں، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، ابن مردویہ، بیہقی نے دلائل میں اور ضیاء رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مشرک یہ پسند کرتے تھے کہ اہل فارس رومیوں پر غلبہ پائیں کیونکہ وہ بت پرست تھے جبکہ مسلمان یہ پسند کرتے تھے کہ رومی ایرانیوں پر غلبہ پائیں کیونکہ وہ صاحب کتاب تھے۔ لوگوں نے اس کا ذکر حضرت ابو بکر صدیق سے کیا جبکہ حضرت ابو بکر صدیق نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خبردار عنقریب رومی غالب آجائیں گے۔ حضرت ابو بکر صدیق نے اس کا ذکر لوگوں سے کیا تو انہوں نے کہا ہمارے اور اپنے درمیان ایک مدت مقرر کرو۔ اگر ہم غالب رہے تو ہمارے لیے یہ یہ ہوگا، اگر تم غالب رہے تو تمہارے لیے یہ یہ ہوگا۔ حضرت ابو بکر صدیق نے ان کے درمیان پانچ سال کا عرصہ معین کر دیا تو رومی ان پر غالب نہ آسکے۔ حضرت ابو بکر صدیق نے اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تو نے وہ مدت کیوں معین نہ کی جو میری رائے تھی۔ فرمایا دس سال سے کم۔ اس کے بعد رومی غالب آگئے۔ اس آیت کریمہ سے یہی مراد ہے کہ رومی مغلوب ہوئے۔ پھر غالب آگئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَ مِنْۢ بَعْدُ ؕ وَ يَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۴﴾ بِنَصْرِ اللّٰهِ۔ سفیان نے کہا میں نے یہ بات سنی ہے کہ رومی غزوہ بدر کے روز ان ایرانیوں پر غالب آئے تھے۔ (1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایرانی، رومیوں پر غالب آگئے تھے۔ مشرک یہ پسند کرتے تھے کہ ایرانی رومیوں پر غالب آئیں جبکہ مسلمان یہ پسند کرتے تھے کہ رومی ایرانیوں پر غالب آئیں کیونکہ وہ اہل کتاب ہیں۔ وہ ان کے دین میں سب سے قریب ہیں۔ جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو مشرکوں نے کہا اے ابو بکر! تیرا صاحب کہتا ہے کہ رومی چند سالوں میں ایرانیوں پر غالب آجائیں گے۔ تو حضرت ابو بکر صدیق نے کہا رسول اللہ ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔ مشرکوں نے کہا کیا ہم اس مسئلہ میں تیرے ساتھ جوا کھیل سکتے ہیں؟ تو انہوں نے سات سال کے لیے چار اونٹوں پر معاہدہ کر لیا۔ سات سال گزر گئے مگر کچھ بھی نہ ہوا۔ مشرک اس سے خوش ہوئے اور مسلمانوں کے لیے یہ معاملہ بڑا تکلیف دہ ثابت ہوا اور حضرت ابو بکر صدیق نے اس کا ذکر نبی کریم ﷺ کے سامنے کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے نزدیک بِضْعِ سِنِيْنَ کا کیا معنی ہوتا ہے؟ لوگوں نے کہا دس سے کم۔ حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ شرط میں اضافہ کرو اور مدت میں بھی دو سال کا اضافہ کرو۔ ابھی دو سال نہیں گزرے تھے یہاں تک کہ سوار آئے جنہوں نے رومیوں کی ایرانیوں پر فتح کی خبر دی۔ مومن اس وجہ سے بہت خوش ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے آیات کو نازل فرمایا۔ (2)

امام ابو یعلیٰ، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو مشرکوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کیا تو دیکھتا نہیں کہ تیرا ساتھی کیا

1۔ سنن ترمذی، تفسیر سورۂ روم، جلد 2، صفحہ 150 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 25، دار احیاء التراث العربی بیروت

کہتا ہے؟ وہ گمان کرتا ہے کہ رومی ایرانیوں پر غالب آجائیں گے؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے ساتھی نے سچی بات کہی ہے۔ تو مشرکوں نے کہا کیا تو پسند کرتا ہے کہ ہم تیرے ساتھ شرط لگائیں؟ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے اور ان کے درمیان ایک مدت معین کر دی۔ ابھی رومی غالب نہیں آئے تھے کہ مدت پوری ہوگئی۔ یہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ کو اس سے دکھ ہوا اور آپ نے اسے ناپسند کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا کس چیز نے آپ کو ایسا کرنے کو کہا؟ عرض کی اللہ اور اس کے رسول کی تصدیق کے لیے۔ فرمایا ان سے ملو اور شرط میں اضافہ کرو اور مدت نو سال تک بڑھا دو۔ حضرت ابو بکر صدیق ان کے پاس تشریف لائے کہا دوبارہ شرط لگانے میں تمہیں دلچسپی ہے جبکہ دوسری شرط پہلی شرط سے بہتر ہوگی۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے۔ ابھی وہ سال نہیں گزرے تھے کہ رومی ایرانیوں پر غالب آگئے اور انہوں نے اپنے گھوڑے مدائن میں باندھے اور رومیہ کا شہر بنایا۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے وہ شرط کا مال لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ حرام ہے، اسے صدقہ کر دو۔

امام ترمذی (جبکہ امام ترمذی نے اسے صحیح قرار دیا ہے)، دار قطنی نے افراد میں طبرانی، ابن مردویہ، ابو نعیم نے دلائل میں بیہقی رحمہم اللہ نے شعب الایمان میں حضرت یسار بن مکرم سلمی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی ان دنوں ایرانی رومیوں پر غالب رہے تھے۔ مسلمان یہ پسند کرتے تھے کہ رومی ایرانیوں پر غالب رہیں کیونکہ دونوں اہل کتاب تھے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَيَوْمَئِذٍ يَفْرَحُ الْمُؤْمِنُونَ ۝ بِنَصْرِ اللّٰهِ۔ جبکہ قریش یہ پسند کرتے تھے کہ ایرانی غالب آئیں کیونکہ یہ دونوں نہ تو اہل کتاب تھے اور نہ ہی قیامت پر ایمان رکھتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا تو حضرت ابو بکر صدیق اس کا اعلان کرنے کے لیے مکہ مکرمہ کی طرف نکلے۔ قریش کے کچھ لوگوں نے حضرت ابو بکر صدیق سے کہا یہ ہمارے اور تمہارے درمیان شرط ہے۔ تیرا صاحب یہ گمان کرتا ہے کہ رومی چند سالوں میں ایرانیوں پر غالب آجائیں گے۔ کیا ہم اس پر کوئی چیز لازم نہ کر لیں؟ حضرت ابو بکر صدیق نے فرمایا کیوں نہیں۔ یہ بات شرط کے حرام ہونے سے پہلے کی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق اور مشرکوں نے شرط باندھ لی اور عوض کے طور پر چیز معین کر دی۔ مشرکوں نے حضرت ابو بکر صدیق سے کہا بِضْع کو نہ تین سال اور نہ نو سال معین کرو۔ ہمارے اور اپنے درمیان اس کی درمیانی مدت معین کرو۔ جس پر جا کر یہ مدت ختم ہو جائے تو انہوں نے آپس میں چھ سال معین کیے۔ ابھی رومی غالب نہیں آئے تھے کہ مدت مکمل ہوگئی۔ تو مشرکوں نے حضرت ابو بکر صدیق سے شرط کا مال لے لیا۔ جب ساتواں سال شروع ہوا تو رومی ایرانیوں پر غالب آگئے۔ مسلمانوں نے اس بارے میں حضرت ابو بکر صدیق پر عیب لگایا کہ آپ نے چھ سال کیوں معین کیے ہیں۔ تو حضرت ابو بکر صدیق نے کہا کیوں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ اس موقعہ پر بہت سارے لوگ مسلمان ہو گئے تھے۔(1)

امام ترمذی، امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے، ابن ماجہ اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیق سے کہا کیا بِضْع دس سے کم پر غالب طور پر استعمال نہیں ہوتا۔

1۔ سنن ترمذی، تفسیر سورۂ روم، جلد 2، صفحہ 150

امام ابن عبدالحکم نے "فتوح مصر" میں، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر رحمہم اللہ نے حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ مشرک مسلمانوں سے جھگڑا کیا کرتے تھے جبکہ مسلمان مکہ مکرمہ میں ہوتے تھے۔ مشرک کہتے رومی اہل کتاب ہیں، ایرانی ان پر غالب آچکے ہیں جبکہ تم یہ گمان کرتے ہو کہ تم اس کتاب کے باعث غالب آؤ گے جو تمہارے نبی پر نازل کی گئی ہے۔ ہم بھی تم پر غالب آئیں گے جس طرح ایرانی، رومیوں پر غالب رہے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔

حضرت ابن شہاب رحمہ اللہ نے کہا مجھے حضرت عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے روایت نقل کی ہے کہ جب یہ دو آیتیں نازل ہوئیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بعض مشرکوں سے شرط لگائی۔ ابھی جوا حرام نہیں تھا اگر رومی چند سالوں میں کامیاب نہ ہوئے تو یہ دوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے ایسا کیوں کہا دس سال سے کم بضع ہوتا ہے۔ رومی سات سالوں میں ایرانیوں پر غالب آگئے تھے۔ یوں اللہ تعالیٰ نے حدیبیہ کے زمانہ میں رومیوں کو ایرانیوں پر غالب کردیا۔ مسلمان اہل کتاب کے غالب آنے کی وجہ سے خوش ہوئے۔

ترمذی، (ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے)، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابوسعید خدری سے روایت نقل کی ہے کہ غزوۂ بدر کے روز رومی ایرانیوں پر غالب آئے۔ اس چیز نے مومنوں کو خوش کیا الرُّوْمُ کو نصب کے ساتھ پڑھا۔ مومن اس بات پر خوش ہوئے کہ رومی ایرانیوں پر غالب رہے۔ امام ترمذی نے کہا اسی طرح غَلَبَتْ پڑھا ہے۔(1)

ابن جریر، ابن مردویہ، بیہقی نے دلائل میں اور ابن عساکر نے عطیہ عوفی کی سند سے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ الٓمّٓ ۚ غُلِبَتِ الرُّوْمُ یہ واقعہ گزر چکا ہے کہ ایرانیوں اور رومیوں میں واقعہ ہوا تھا۔ ایرانی رومیوں پر غالب آگئے تھے۔ بعد میں رومی غالب آگئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے مشرکوں کے ساتھ جنگ کی جبکہ رومیوں نے ایرانیوں کے ساتھ جنگ کی۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کی عرب کے مشرکوں کے خلاف مدد کی اور اہل کتاب کی عجمیوں کے خلاف مدد کی۔ عطیہ نے کہا میں نے حضرت ابوسعید خدری سے اس بات کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں عرب مشرکوں سے جنگ کی جبکہ رومیوں اور ایرانیوں نے آپس میں جنگ کی۔ ہم عرب کے مشرکوں پر غالب رہے جبکہ اہل کتاب مجوسیوں پر غالب رہے۔ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کے خلاف جو ہماری مدد کی اس پر ہم خوش ہوئے اور اہل کتاب نے مجوسیوں کے خلاف جو ہماری مدد کی اس پر ہم خوش ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے۔(2)

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: ایرانی شامیوں پر غالب آگئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا تو مسلمانوں نے اپنے رب کی تصدیق کی اور انہیں پتہ چل گیا کہ رومی ایرانیوں پہ غالب رہیں گے۔ مسلمانوں اور مشرکوں نے پانچ اونٹنیاں بطور شرط مقرر کیں اور آپس میں پانچ سال کی مدت معین کی۔ مسلمانوں کی طرف سے قمار کے مال کے ذمہ دار حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور مشرکوں کی جانب سے ابی بن خلف

1۔ سنن ترمذی، تفسیر سورۂ روم، جلد 2، صفحہ 150 2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 23-20، دار احیاء التراث العربی بیروت

تھے۔ یہ واقعہ قمار کے بارے میں نہی وارد ہونے سے پہلے کا ہے۔ وقت آ گیا جبکہ رومی ایرانیوں پر غالب نہ آئے۔ مشرکوں نے اپنی شرط کے مال کا مطالبہ کیا۔ اس کا ذکر نبی کریم ﷺ کے صحابہ نے نبی کریم ﷺ سے کیا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے لیے یہ مناسب نہیں تھا کہ تم دس سال سے کم کی مدت معین کرتے؟ کیونکہ بِضْعِ کا اطلاق تین سے لے کر دس تک کے عدد پر ہوتا ہے۔ ان سے شرط اور مدت دونوں میں اضافہ کر دو۔ اللہ تعالیٰ نے رومیوں کو فارسیوں کے خلاف ساتویں سال کے اختتام پر فتح نصیب فرمائی۔ یہ سات سال اسی مدت سے ہیں جب سے پہلی شرط باندھی گئی تھی۔ یہ اس وقت ہوا تھا جب مسلمان صلح حدیبیہ سے واپس آ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ بھی اسلام کو قوت بخشی تھی۔ (1)

امام ابن ابی حاتم اور بیہقی نے حضرت زبیر کلابی سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے ایرانیوں کو رومیوں پر غالب آتے ہوئے دیکھا پھر رومیوں کو ایرانیوں پر غالب آتے ہوئے دیکھا ہے۔ پھر میں نے مسلمانوں کو رومیوں اور ایرانیوں پر غالب آتے ہوئے دیکھا ہے اور مسلمانوں کو شام اور عراق پر غالب آتے ہوئے دیکھا ہے۔ یہ سب پندرہ سال کے عرصہ میں ہوا۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے جبکہ حاکم نے اس کو صحیح قرار دیا ہے عنقریب ایسے لوگ ہوں گے جو غَلَبَتِ الرُّوْمُ پڑھیں گے جبکہ یہ غُلِبَتِ الرُّوْمُ۔ (2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے فرمان الٓمّٓ ۚ غُلِبَتِ الرُّوْمُ کے بارے میں پوچھا کہ یہ "غُلِبَت" ہے یا غَلَبَتُ ہے۔ تو انہوں نے کہا مجھے رسول اللہ ﷺ نے الٓمّٓ ۚ غُلِبَتِ الرُّوْمُ پڑھایا ہے۔

امام ابن عبدالحکم نے "فتوح مصر" میں، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ پہلے رومیوں پر ایرانی غالب ہوئے پھر رومی ایرانیوں پر غالب آ گئے۔ اَدْنَى الْاَرْضِ سے مراد شام ہے۔ (3)

امام طبرانی رحمہ اللہ نے اوسط میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بِضْعِ سے مراد سات اور دس کا درمیان ہے۔ (4)

امام طبرانی نے اوسط میں اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت نیار بن مکرم رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بِضْعِ سے مراد تین سے لے کر نو تک ہے۔ (5)

امام ابن عبدالحکم رحمہ اللہ فتوح مصر میں حضرت ابراہیم بن سعد رحمہ اللہ کے واسطہ سے وہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بِضْعِ پانچ سے سات سال تک ہے۔

امام ابن عبدالحکم رحمہ اللہ حضرت کلبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ بِضْعِ سے مراد سات سال ہیں۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 25، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ مستدرک حاکم، جلد 2، صفحہ 444 (3539)، دار الکتب العلمیہ بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 23،26
4۔ مجمع الزوائد تفسیر سورۂ روم، جلد 7، صفحہ 203 (11260)، دار الفکر بیروت
5۔ ایضاً (11261)

امام ابن جریر نے مجاہد سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایرانیوں کے رومیوں پر غلبہ کا ذکر کیا ہے پھر ایرانیوں پر رومیوں کے قریب ہی غلبہ کا ذکر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کی ایرانیوں کے خلاف جو مدد کی مومن اس سے خوش ہوئے۔(1)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رومی اور ایرانی قریبی علاقہ میں لڑے۔ کہا اَدْنَى الْاَرْضِ سے مراد اذرعات ہے۔ وہاں ہی ان کی جنگ ہوئی تھی اور رومی شکست کھا گئے تھے۔ یہ خبر نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام کو پہنچی تھی جبکہ وہ مکہ مکرمہ میں تھے۔ یہ خبر مسلمانوں پر بڑی شاق گزری۔ نبی کریم ﷺ اسے ناپسند کرتے تھے کہ مجوسیوں میں سے امی رومیوں میں سے اہل کتاب پر غالب آ گئے۔ کفار مکہ مکرمہ میں خوش ہوئے اور مسلمانوں کو برا بھلا کہا۔ وہ حضور ﷺ کے صحابہ سے ملے اور کہا تم اہل کتاب ہو اور نصاریٰ بھی اہل کتاب ہیں۔ ہمارے ساتھ جنگ کی تو ہم بھی تم پر غالب رہیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو نازل فرمایا۔ حضرت ابوبکر صدیق کفار کی طرف چلے اور کہا تم اپنے بھائیوں کے ہمارے بھائیوں پر غالب آنے سے خوش نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری آنکھوں کو ٹھنڈا نہیں کرے گا۔ اللہ کی قسم! رومی ایرانیوں پر غالب رہیں گے۔ ہمارے نبی کریم ﷺ نے اس بارے میں ہمیں بتایا ہے۔ ابی بن خلف آپ کی طرف اٹھا اور کہا تو نے جھوٹ بولا ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا اے اللہ کے دشمن! تو تمام لوگوں سے بڑھ کر جھوٹا ہے۔ اور کہا میں پسند کرتا ہوں کہ میری طرف سے دس اونٹنیاں اور تیری طرف سے بھی دس اونٹنیاں، اگر رومی ایرانیوں پر غالب آ گئے تو تو چٹی بھرے گا، اگر ایرانی غالب آ گئے تو میں چٹی بھروں گا۔ مدت تین سال مقرر ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ واقعہ سنایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا میں نے اس طرح تو نہیں کیا تھا بِضْعِ تو تین سال سے نو سال کے عرصہ کو کہتے ہیں۔ شرط کی مقدار میں اضافہ کرو اور مدت کو لمبا کرو۔ حضرت ابوبکر صدیق چلے اور ابی کو ملے۔ ابی بن خلف نے پوچھا شاید تجھے شرمندگی ہوئی ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے فرمایا نہیں، فرمایا آؤ ہم مقدار میں اضافہ کریں اور مدت کو لمبا کر دیں، سو اونٹنیاں اور نو سال کا عرصہ کر دو۔ ابی بن خلف نے کہا میں نے ایسا کر دیا۔(2)

ابن جریر نے سلیط سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر کو یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا تو آپ کی خدمت میں عرض کی گئی اے ابو عبدالرحمٰن! کس علاقہ میں وہ مغلوب ہوئے تھے؟ فرمایا شام کے مضافاتی (سرسبز و شاداب) علاقہ میں۔(3)

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ یعنی رومیوں پر ایرانیوں کو جو غلبہ حاصل ہوا اور بعد میں رومیوں کو ایرانیوں پر جو غلبہ حاصل ہوا وہ سب اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔(4)

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ وَ هُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۞ اَوَ لَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ ۫ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَاۤ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 23 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 21 4۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 27

رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ﴿٨﴾ اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ
وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَاۗءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ فَمَا كَانَ
اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿٩﴾ۭ ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ
اَسَاۗءُوا السُّوْۗآٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿١٠﴾ۧ
اَللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿١١﴾ وَيَوْمَ تَقُوْمُ
السَّاعَةُ يُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿١٢﴾ وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَاۗىِٕهِمْ شُفَعٰۗؤُا
وَكَانُوْا بِشُرَكَاۗىِٕهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿١٣﴾

"وہ جانتے ہیں دنیوی زندگی کے ظاہری پہلو کو اور وہ آخرت سے بالکل غافل ہیں۔ کیا انہوں نے کبھی غور نہیں کیا اپنے جی میں؟ نہیں پیدا فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے مگر حق کے ساتھ اور ایک مقررہ مدت تک کے لیے اور بلاشبہ اکثر لوگ اپنے رب کی ملاقات کے سخت منکر ہیں۔ کیا انہوں نے سیر وسیاحت نہیں کی زمین میں تاکہ وہ دیکھتے کیسا ہوا انجام ان لوگوں کا جو ان سے پہلے تھے۔ وہ زیادہ تھے ان سے زور میں اور انہوں نے خوب ہل چلائے زمین میں اور انہوں نے اسے آباد کیا اس سے زیادہ جتنا انہوں نے اسے آباد کیا اور آئے ان کے پاس ان کے رسول روشن نشانیاں لے کر۔ پس نہ تھی اللہ تعالیٰ کی یہ شان کہ وہ ان پر ظلم کرتا، بلکہ وہ خود ہی اپنے آپ پر ظلم کرتے رہتے تھے۔ آخر کار ان کا انجام جنہوں نے برائی کی تھی بہت برا ہوا کیونکہ انہوں نے جھٹلایا اللہ تعالیٰ کی آیتوں کو اور ان کے ساتھ مذاق کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ابتدا کرتا ہے تخلیق کی پھر (فنا کرنے کے بعد) دوبارہ پیدا کرے گا اسے پھر اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ اور جس روز برپا ہوگی قیامت مجرموں کی آس ٹوٹ جائے گی اور نہیں ہوں گے ان کے لیے ان کے شریکوں میں سے شفاعت کرنے والے اور وہ اپنے شریکوں کے منکر ہو جائیں گے۔"

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا سے مراد یہ ہے کہ وہ ذرائع معیشت کو جانتے ہیں کہ وہ کب درخت لگائیں، کب فصل کاشت کریں اور کب کاٹیں۔(1)

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وہ دنیا کی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 27، دار احیاء التراث العربی بیروت

آبادی کو جانتے ہیں جبکہ وہ آخرت کے معاملات سے جاہل ہیں۔(1)

امام عبدالرزاق، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وہ تجارت، حرفہ اور بیع وشراء کو جانتے ہیں۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اپنی معیشت اور مصالح کو خوب پہچانتے ہیں۔(3)

امام ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے: جو دنیا کے معاملات کی سمجھ بوجھ رکھتا ہے دوسروں تک یہ بات پہنچاتا ہے کہ وہ اپنے ناخن پر درہم کو الٹ پلٹ کرتا ہے تو وہ تجھے وزن کی خبر دیتا ہے اور وہ اچھی طرح نماز نہیں پڑھتا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جو تم سے پہلے لوگ تھے ان کے کندھوں کے درمیان ایک میل کا فاصلہ ہوتا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے وَّ اَثَارُوا الْاَرْضَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ انہوں نے اس میں ہل چلایا۔(4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ انہوں نے باغات لگائے، نہریں بنائیں اور کھیتیاں کاشت کیں اور جتنا عرصہ تم اس میں رہے ہو وہ اس سے زیادہ عرصہ اس میں رہے تھے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓاٰى کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ جنہوں نے کفر کیا ان کا اجر عذاب ہے۔

امام فریابی اور ابن ابی شیبہ رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے السُّوْٓاٰى کا یہ معنی نقل کیا ہے: گناہگاروں کی جزاء۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ يُبْلِسُ کا معنی ییئس ہے کہ وہ مایوس ہوتے ہیں۔

امام فریابی، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے يُبْلِسُ کا معنی وہ رنجیدہ ہوتا ہے نقل کیا ہے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہی معنی نقل کیا ہے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے ابلاس کا معنی ذلت و رسوائی نقل کیا ہے۔

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿۱۴﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 27، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 29
3۔ ایضاً
4۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 30

كَذَّبُوا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۱۶﴾

''اور جس روز برپا ہوگی قیامت اس دن وہ جدا جدا ہو جائیں گے۔ تو وہ جو ایمان لائے تھے اور نیک عمل کرتے رہے تھے وہ باغ (جنت) میں مسرور (اور محترم) ہوں گے۔ اور جنہوں نے کفر کیا تھا اور جھٹلایا تھا ہماری آیتوں کو اور آخرت کی ملاقات کو تو وہ عذاب میں حاضر رکھے جائیں گے۔''

امام عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ کی تفسیر یہ ہے کہ یہ ایسا افتراق ہوگا کہ اس کے بعد وہ اکٹھے نہیں ہوں گے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت حسن رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے یہ علیین میں ہوں گے، یہ اسفل سافلین میں ہوں گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے فِيْ رَوْضَةٍ کا معنی جنت کے باغات نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے ضحاک سے فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ایسی جنت جس میں ان کی عزت کی جائے گی۔

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے يُحْبَرُوْنَ کا معنی ان کی عزت کی جائے گی نقل کیا ہے۔(1)

فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے اس کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ ان پر انعام کیا جائے گا۔(2)

سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، ہناد بن سری، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، بیہقی نے بعث میں اور خطیب نے اپنی تاریخ میں یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت نقل کی ہے کہ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ کا معنی ہے جنت میں سماع کی لذت ہوگی۔

عبد بن حمید نے یحییٰ بن ابی کثیر سے روایت نقل کی ہے کہ عرض کی گئی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم حبر کیا ہے؟ فرمایا لذت اور سماع۔

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت اوزاعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اس سے مراد سماع ہے۔ جب جنتی ارادہ کریں گے کہ خوش ہوں تو اللہ تعالیٰ ہواؤں کو حکم دے گا جنہیں ہفافہ کہتے ہیں، تو وہ ہوا ان جنگلوں میں داخل ہو جائے گی جو موتیوں کے تربانسوں کے ہوں گے۔ وہ انہیں حرکت دے گی۔ وہ انہیں ایک دوسرے میں مارے گی تو جنت وجد میں آ جائے گی۔ جب یہ وجد میں آئے گی تو جنت میں کوئی درخت ایسا نہیں ہوگا جو جھومتا نہ ہو۔

امام ابن ابی شیبہ، ہناد، ابن جریر اور بیہقی نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کیا جنت میں بھی سماع ہوگا؟ فرمایا اس میں ایک درخت ہے جسے قیض کہتے ہیں۔ اس کا ایسا سماع ہوگا جیسا سماع کسی نے نہ سنا ہوگا۔

امام ابن ابی الدنیا نے ''ذم الملاہی'' میں اور اصبہانی رحمہما اللہ نے حضرت ترغیب میں محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا وہ لوگ کہاں ہیں جو اپنے آپ کو لہو ولعب اور شیطان کے آلات موسیقی سے دور رکھتے تھے؟ انہیں مسک کے باغات میں رہائش دو اور پھر ملائکہ سے کہا جائے گا انہیں میری حمد وثناء سناؤ اور انہیں بتاؤ انہیں نہ کوئی خوف ہے اور نہ یہ غمگین ہوں گے۔

امام دینوری رحمہ اللہ نے مجالسہ میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ قیامت کے روز ایک ندا کرنے والا ندا

1 تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 34، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً

کرے گا وہ لوگ کہاں ہیں جو اپنی آرزوں اور کانوں کولہو ولعب اور شیاطین کے آلات سے دور رکھتے تھے؟ اللہ تعالیٰ انہیں جنت میں مسک کے باغات میں ٹھہرائے گا۔ ملائکہ سے فرمائے گا میرے بندوں کو میری حمد اور شان سناؤ انہیں بتاؤ کہ اب ان پر کوئی خوف نہیں اور نہ ہی وہ غمگین ہوں گے۔

امام دیلمی رحمہ اللہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ فرمائے گا وہ لوگ کہاں ہیں جو اپنے کانوں اور اپنی آنکھوں کو شیطان کے آلات موسیقی سے بچایا کرتے تھے۔ انہیں الگ کردو۔ انہیں مسک اور عنبر کی کتابوں میں الگ کر دیا جائے گا۔ پھر ملائکہ سے کہا جائے گا انہیں میری تسبیح، تحمید اور تہلیل سناؤ۔ تو وہ فرشتے ایسی آوازوں سے اللہ تعالیٰ کی تسبیح کریں گے جیسی سننے والوں نے نہیں سنی ہوگی۔

امام ابن ابی الدنیا اور ضیاء مقدسی رحمہما اللہ دونوں نے صفۃ الجنۃ میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ جنت میں ایک تنے پر درخت ہوگا جس کے سائے میں ایک تیز سوار سو سال تک چلتا رہے گا، جنتی، بالا خانوں والے اور دوسرے لوگ نکلیں گے اس کے سائے میں باتیں کریں گے۔ ان میں بعض خواہش کریں گے اور دنیا کے لہو ولعب کا ذکر کریں گے اللہ تعالیٰ جنت سے ایک ہوا بھیجے گا تو وہ درخت دنیا کے ہر لہو ولعب کے ساتھ حرکت کرے گا۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن سابط رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنت میں ایک درخت ہے، اللہ تعالیٰ نے کوئی اچھی آواز پیدا نہیں کی مگر وہ اس میں ہوگی۔ وہ جنتیوں کو لذت وسرور بخشے گی۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے ''نوادر الاصول'' میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک ایسا آدمی ہوں جسے اچھی آواز بہت پسند ہے، کیا جنت میں اچھی آواز ہوگی؟ فرمایا کیوں نہیں۔ مجھے قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! اللہ تعالیٰ جنت میں موجود ایک درخت کی طرف وحی کرے گا کہ میرے ان بندوں کو سناؤ جو دنیا میں آلات لہو ولعب سے محض میری عبادت اور ذکر کی وجہ سے بے نیاز رہے۔ وہ تسبیح وتقدیس کی ایسی آواز بلند کرے گا جیسی مخلوقات نے کبھی نہ سنی ہوگی۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے گانا گانے والی کی آواز سنی اسے جنت میں روحانیین کی آواز سننے کی اجازت نہ دی جائے گی۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم روحانیین کیا ہیں؟ فرمایا اہل جنت کے قاری۔

امام خطیب رحمہ اللہ نے المتفق والمفترق میں حضرت سعید بن ابی سعید حارثی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ جنت میں بانس کے ایسے جنگل ہیں جن پر موتی لگے ہوں گے۔ جب جنتی آواز سننے کی خواہش کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان جنگلوں پر آواز بھیجے گا۔ تو وہ جس آواز کی خواہش کریں گے وہ جنگل ان پر ایسی آواز ہی لائے گا۔ واللہ اعلم۔

فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ حِيۡنَ تُمۡسُوۡنَ وَ حِيۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ ﴿۱۷﴾ وَ لَهُ الۡحَمۡدُ فِي

السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ عَشِیًّا وَّ حِیْنَ تُظْهِرُوْنَ ۱۸ یُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَ یُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ وَ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۱۹

''سو پاکی بیان کرو اللہ تعالیٰ کی جب تم شام کرو اور جب تم صبح کرو۔ اور اسی کے لیے ساری تعریفیں ہیں آسمانوں میں اور زمین میں، نیز (پاکی بیان کرو) سہ پہر کو اور جب تم دوپہر کرتے ہو۔ نکالتا ہے زندہ کو مردہ سے اور نکالتا ہے مردہ کو زندہ سے اور زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مردہ ہونے کے بعد اور یونہی (قبروں سے) تمہیں نکالا جائے گا''

امام فریابی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وقت میں سے ادنی وقت وہ ہے جو صبح اور شام ہے۔ پھر اس آیت فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ کی تلاوت کی۔

امام عبد الرزاق، فریابی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، طبرانی اور حاکم نے حضرت ابورزین سے روایت نقل کی ہے (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) کہ نافع بن ازرق حضرت ابن عباس کے پاس آئے۔ عرض کی کیا آپ قرآن میں پانچ نمازیں پاتے ہیں؟ فرمایا ہاں۔ تو آپ نے یہ آیت تلاوت کی فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ یعنی مغرب کی نماز وَ حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ صبح کی نماز وَ عَشِیًّا عصر کی نماز، حِیْنَ تُظْهِرُوْنَ ظہر کی نماز، پھر پڑھا وَ مِنْۢ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ (نور:58)(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابن عباس سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت نماز کے اوقات کو جامع ہے۔ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ یہ مغرب وعشاء کو، وَ حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ صبح کو وَ عَشِیًّا عصر کو حِیْنَ تُظْهِرُوْنَ ظہر کو۔(2)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔(3)

امام احمد، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن سنی نے ''عمل یوم ولیلۃ'' میں طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے دعوات میں حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں کیا میں تجھے یہ نہ بتاؤں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو اپنا خلیل کیوں بنایا؟ فرمایا کیونکہ وہ صبح وشام یہ کہا کرتے تھے فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ ۱۷ وَ لَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ عَشِیًّا وَّ حِیْنَ تُظْهِرُوْنَ۔

امام ابوداؤد، طبرانی، ابن سنی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس سے وہ رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کرتے ہیں جس نے صبح کے وقت یہ کہا فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَ حِیْنَ تُصْبِحُوْنَ......... وَ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ تو اس کے دن میں جو فوت ہوا اس کو اس نے پالیا اور جس نے رات کے وقت یہ کہا تو رات میں اس سے جو چیز فوت ہوئی اس کو اس نے پالیا۔

امام ابن مردویہ نے اور خرائطی رحمہما اللہ نے مکارم الاخلاق میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے صبح کے وقت ایک ہزار دفعہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ پڑھا تو اس نے اپنا آپ اللہ تعالیٰ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 35، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 36
3۔ ایضاً

کے ہاں بیچ دیا اس کا آخری دن جہنم سے آزادی کا دن ہوگا۔

امام ابن ماجہ نے اپنی تفسیر میں، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر نے عرض کی جہاں تک حمد کا تعلق ہے ہم نے اسے پہچان لیا ہے کیونکہ لوگ ایک دوسرے کی تعریف کرتے ہیں اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو بھی ہم نے پہچان لیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا جھوٹے معبودوں کی عبادت کی جاتی ہے۔ جہاں تک اللہ اکبر کا تعلق ہے نمازی اسے کہتا ہے یہ ''سبحان اللہ'' کیا ہے؟ قوم کے ایک آدمی نے کہا اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ حضرت عمر نے کہا عمر تو بدبخت ہو گیا کہ اسے یہ بھی پتہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے جانتا ہے۔ حضرت علی نے فرمایا اے امیر المومنین! یہ ایک ایسا اسم ہے جس کا حاصل کرنا مخلوقات پر ممنوع ہے اسی کی طرف مخلوق پناہ لیتی ہے۔ اسے اس نام سے یاد کیا جائے اسے سب سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ تو حضرت عمر نے فرمایا ہاں بات ایسی ہی ہے۔

امام احمد، حاکم اور ضیاء رحمہما اللہ نے حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کلام میں سے چار چیزوں کو پسند فرمایا سبحان اللہ، الحمد للہ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اللہ اکبر جس نے سبحان اللہ کہا تو اس کے لیے بیس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں، بیس گناہ گرا دیے جاتے ہیں، جس نے اللہ اکبر کہا اس کے لیے بھی ایسا ہی ہے، جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا اس کے لیے بھی ایسے ہی ہے، جس نے اپنے دل سے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہا اس کے لیے تیس نیکیاں ہیں اور اس سے تیس گناہ گرا دیے جاتے ہیں۔(1)

امام ابن عساکر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جس نے ان آیات کو پڑھا تو اس کے اس دن اور رات میں کوئی چیز فوت نہیں ہوگی اور اس کے دن اور رات میں سے جو فوت ہوا ہے وہ اسے پالے گا۔

وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَاۤ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَ جَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَ اَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿۲۲﴾ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَ ابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ يُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ

1۔ مستدرک حاکم، کتاب الدعاء، جلد 1، صفحہ 693 (1886)، دارالکتب العلمیہ بیروت

الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝ وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَاۗءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ۭ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ڰ مِّنَ الْاَرْضِ ڰ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ۝ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۝

''اور اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے (ایک یہ) ہے کہ اس نے پیدا کیا تمہیں مٹی سے پھر تم اچانک بشر بن کر (زمین میں) پھیل رہے ہو۔ اور اس کی (قدرت کی) ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے پیدا فرمائیں تمہاری جنس سے بیویاں تاکہ تم سکون حاصل کرو ان سے اور پیدا فرمادیئے تمہارے درمیان محبت اور رحمت (کے جذبات) بیشک اس میں بہت نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو غور فکر کرتے ہیں۔ اور اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کی تخلیق ہے نیز تمہاری زبانوں اور رنگوں کا اختلاف۔ بیشک اس میں بھی نشانیاں ہیں اہل علم کے لیے۔ اور اس کی نشانیوں میں سے تمہارا سونا رات کے وقت اور دن کے وقت تمہارا تلاش کرنا اس کے فضل کو۔ بلاشبہ اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو (غور سے) سنتے ہیں۔ اور اس کی (قدرت کی) نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ وہ دکھاتا ہے تمہیں بجلی ڈرانے اور امید دلانے کے لیے اور اتارتا ہے آسمان سے پانی اور زندہ کرتا ہے اس سے زمین کو اس کی موت کے بعد۔ یقیناً اس میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقلمند ہیں۔ اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ قائم ہے آسمان اور زمین اس کے حکم سے۔ پھر جب بلائے گا تمہیں زمین سے تو تم فوراً باہر نکل آؤ گے۔ اور اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے۔ سب اس کے تابع فرمان ہیں۔''

ابن منذر نے ابن جریج سے یہ قول نقل کیا ہے کہ قرآن حکیم میں جو چیز بھی ہے وہ آیات ہیں۔ انہیں کی مدد سے تم اللہ تعالیٰ کو پہچانو گے۔ تم اس کا دیدار نہیں کر سکو گے کہ دیدار کر کے اسے پہچانو۔ بلکہ تم اس کی آیات اور مخلوقات کے ذریعے اسے پہچانو گے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ حضرت آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ یعنی حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد اور اَزْوَاجًا سے مراد حضرت حوا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا کو حضرت آدم علیہ السلام کی ایک پسلی سے پیدا کیا۔ (1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت حسن بصری سے مَّوَدَّةً کا معنی جماع اور وَّرَحْمَةً کا معنی اولاد نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَاۗءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ دونوں اللہ کے حکم سے قائم ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں آسمان سے بلائے گا تو وہ زمین سے نکل آئیں گے۔ (2)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 38، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 41

امام ابن منذر نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ یعنی تم قبروں سے نکلو گے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ازہر بن عبداللہ جزاری رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے: جب کسی مصیبت زدہ کو پکڑتے تو یہ آیت وَمِنْ اٰیٰتِهٖ...... اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ پڑھتے۔

امام ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے سب اس کے اطاعت گزار ہیں یعنی زندگی، دوبارہ اٹھانے اور موت میں۔ اس کے علاوہ عبادت کے معاملہ میں وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں کرتے ہیں۔ (1) واللہ اعلم۔

وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ۭ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲۷﴾

"اور وہی ہے جو تخلیق کی ابتدا کرتا ہے پھر (فنا کرنے کے بعد) اسے دوبارہ بنائے گا اور یہ آسان تر ہے اور اسی کے لیے برتر شان ہے آسمانوں اور زمین میں اور وہی سب پر غالب حکمت والا ہے۔"

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن انباری رحمہم اللہ نے مصاحف میں حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ کفار نے اس بات پر تعجب کا اظہار کیا کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ فرمائے گا تو یہ آیت نازل ہوئی یعنی مخلوق کو دوبارہ اٹھانا اسے پہلی دفعہ پیدا کرنے سے زیادہ آسان ہے۔ (2)

آدم بن ابی ایاس، فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن انباری اور بیہقی نے الاسماء والصفات میں مجاہد سے یہ تفسیر نقل کی ہے: دوبارہ اٹھانا اس پر پہلی دفعہ پیدا کرنے سے زیادہ آسان ہے اور پہلی دفعہ پیدا کرنا اس پر آسان ہے۔ (3)

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے اَهْوَنُ کا معنی ایسر نقل کیا ہے یعنی وہ زیادہ آسان ہے۔ (4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے: تمہاری عقلوں میں ایک شے کو دوسری شے کی طرف لوٹانا زیادہ آسان ہے بنسبت اس کے کہ ایسی شے کی طرف ابتدا کی جائے جو نہ تھی۔

امام ابن انباری رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مخلوق کے لیے اعادہ آسان ہوگا کیونکہ وہ قیامت کے روز اسے فرمائے گا کن فیکون جبکہ انسان کی پیدائش نطفہ سے پھر جمے ہوئے خون کی صورت میں اور پھر گوشت کے لوتھڑا کی صورت میں ہوتی ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے سب آسان ہے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ایسے ہی ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (الشوریٰ: 11) (5)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 43، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 43 3۔ ایضاً
4۔ ایضاً 5۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 45

امام عبدالرزاق اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ لَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى کا مطلب ہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی دینا۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ لَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى ایسے ہی ہے جیسے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے یعنی اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔(1)

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِیْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِیْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِیْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾ بَلِ اتَّبَعَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ یَّهْدِیْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ﴿۲۹﴾

"اللہ تعالیٰ بیان کرتا ہے تمہارے لیے ایک مثال تمہارے ہی حالات میں سے۔ (یہ بتاؤ) کیا تمہارے غلام تمہارے حصہ دار ہوتے ہیں اس مال میں جو ہم نے تم کو عطا فرمایا ہے۔ یوں کہ تم (اور وہ) اس میں برابر کے حصہ دار بن جاؤ۔ حتیٰ کہ تم ڈرنے لگو ان سے جیسے تم ڈرتے ہو آپس میں ایک دوسرے سے۔ یوں ہم کھول کر بیان کرتے ہیں اپنی (نشانیاں) اس قوم کے لیے جو عقلمند ہے۔ بلکہ پیروی کرتے رہے ظالم اپنی (نفسانی) خواہشات کی بغیر کسی دلیل کے۔ پس کون ہدایت دے سکتا ہے جسے (پیہم نافرمانی کے باعث) اللہ تعالیٰ گمراہ کردے۔ اور ان لوگوں کا کوئی مددگار نہیں۔"

امام طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ مشرک اس طرح تلبیہ کہتے تھے لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ اِلَّا شَرِیْكَ هُوَ لَكَ تَمْلِكُهٗ وَمَامَلَكَ تو اللہ تعالیٰ نے اس آیت کو نازل فرمایا۔(2)

ابن جریر نے حضرت ابن عباس سے هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یہ معبودوں کے بارے میں ہے۔ اس بارے میں وہ ارشاد فرماتا ہے تم ان سے ڈرتے ہو کہ وہ تمہارے وارث بنیں جیسے تم ایک دوسرے کے وارث بنتے ہو۔(3)

امام عبدالرزاق، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ مثال ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے بیان فرمائی ہے جو مخلوقات میں سے کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرتا ہے۔ وہ ارشاد فرماتا ہے کیا تم میں سے کوئی ایک بھی ایسا ہے جو اپنے غلام کو اپنے مال، اپنی جان، بستر اور بیوی میں شریک کرے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اس

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 45، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ مجمع الزوائد، جلد 3، صفحہ 506، دار الفکر بیروت
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 46

بات کو پسند نہیں فرماتا کوئی مخلوقات میں سے اس کا شریک ٹھہرائے۔

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۭ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڎ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

''پس آپ کرلیں اپنا رخ دین (اسلام) کی طرف پوری یکسوئی سے۔ (مضبوطی سے پکڑلو) الله کے دین کو جس کے مطابق اس نے لوگوں کو پیدا فرمایا ہے۔ کوئی ردوبدل نہیں ہوسکتا الله تعالیٰ کی تخلیق میں۔ یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ (اس حقیقت کو) نہیں جانتے۔''

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم الله نے حضرت مجاہد رحمہ الله سے فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ اس سے مراد دین اسلام ہے۔ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ یعنی الله تعالیٰ کے دین میں کوئی تبدیلی نہیں۔ (1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت عکرمہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فِطْرَتَ اللّٰهِ سے مراد اسلام ہے۔ (2)

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ضحاک رحمہ الله سے یہ قول نقل کیا ہے کہ الله کا وہ دین جس پر اس نے مخلوقات کو پیدا فرمایا۔

امام حکیم نے نوادر الاصول میں حضرت مکحول سے روایت نقل کی ہے کہ فِطْرَتَ سے مراد الله تعالیٰ کی معرفت ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ الله نے حضرت ابن عباس رضی الله عنہما سے لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ الله کے دین میں کوئی تبدیلی نہیں اور الدِّيْنُ الْقَيِّمُ سے مراد مضبوط فیصلہ ہے۔

امام ابن مردویہ رحمہ الله نے حضرت حماد بن عمر صفار رحمہ الله سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے حضرت قتادہ سے روایت نقل کی ہے کہ مجھے حضرت انس بن مالک نے بتایا کہ رسول الله ﷺ نے فرمایا کہ فِطْرَتَ اللّٰهِ سے مراد دین اسلام ہے۔

امام ابن جریر نے حضرت معاذ بن جبل رضی الله عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عمر نے انہیں فرمایا اس امت کا قوام کیا ہے تو حضرت معاذ نے کہا تین چیزیں ہیں جو نجات دینے والی ہیں (۱) اخلاص: یہ وہ فطرت ہے جس پر الله تعالیٰ نے انسانوں کو پیدا فرمایا ہے۔ (۲) نماز: یہی ملت ہے۔ (۳) طاعت: یہی عصمت ہے۔ حضرت عمر نے فرمایا تو نے سچ کہا۔ (3)

امام ابن جریر نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ الله سے روایت نقل کی ہے کہ لِخَلْقِ اللّٰهِ سے مراد الله کا دین ہے۔ (4)

امام ابن جریر نے حضرت عکرمہ، قتادہ، ضحاک، ابراہیم اور ابن زید رحمہم الله سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔ (5)

امام بخاری، امام مسلم، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم الله نے حضرت ابو ہریرہ رضی الله عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول الله ﷺ نے فرمایا: ہر بچہ فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے، اس کے والدین اسے یہودی بنا دیتے ہیں، اسے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 48 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

4۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 49 5۔ ایضاً

نصرانی بناتے ہیں اور اسے مجوسی بناتے ہیں جس طرح ایک مادہ مکمل بچے کو جنم دیتی ہے، کیا تم اس میں کسی چیز کو کٹا ہوا دیکھتے ہو؟ پھر حضرت ابو ہریرہ کہتے اگر چاہو تو پڑھ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ۔(1)

امام مالک، ابو داؤد اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ بچے کو فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے، اس کے والدین اسے یہودی اور نصرانی بناتے ہیں۔ جس طرح اونٹنی ایک مکمل بچے کو جنم دیتی ہے، کیا تم اس میں کوئی اعضاء کٹا دیکھتے ہو؟ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بارے میں بتایئے جو اس وقت مر گیا جبکہ وہ چھوٹا تھا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو کچھ وہ کرنے والا تھا۔

امام عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام نسائی، حاکم (جبکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت اسود بن سریع رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر خیبر کی طرف بھیجا۔ انہوں نے مشرکوں سے جنگ کی تو ان سے بچے بھی قتل ہو گئے۔ جب مسلمان لشکر واپس آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بچوں کو قتل کرنے پر تمہیں کس چیز نے برانگیختہ کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ مشرکوں کے بچے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا هَلْ خِيَارُكُمْ اِلَّا اَوْلَادُ الْمُشْرِكِيْنَ تم میں سے بہترین مشرکوں کی اولاد ہیں۔ قسم ہے مجھے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کی زبان اس کے بارے میں اظہار کرتی ہے۔

مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَ اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَ لَا تَكُوْنُوْا مِنَ
الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٣١﴾ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِيَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا
لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿٣٢﴾ وَ اِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ
ثُمَّ اِذَاۤ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿٣٣﴾
لِيَكْفُرُوْا بِمَاۤ اٰتَيْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ٝ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿٣٤﴾ اَمْ اَنْزَلْنَا
عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَ اِذَاۤ اَذَقْنَا النَّاسَ
رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ؕ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ
يَقْنَطُوْنَ ﴿٣٦﴾ اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَ يَقْدِرُ ؕ
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٣٧﴾ فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِيْنَ وَ

1۔ صحیح مسلم مع شرح نووی، کتاب القدر، باب معنی کل مولود ولد علی الفطرۃ، جلد 16، صفحہ 169 (2658)، دار الکتب العلمیہ بیروت

ابْنَ السَّبِيلِ ۚ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ يُرِيدُونَ وَجْهَ اللّٰهِ ۖ وَأُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُونَ ﴿۳۸﴾ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۠ فِيٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا
عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيدُونَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ
الْمُضْعِفُونَ ﴿۳۹﴾ اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ
يُحْيِيْكُمْ ۗ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۗ سُبْحٰنَهٗ
وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۰﴾

"(اے غلامانِ مصطفیٰ تم بھی اپنا رخ اسلام کی طرف کرلو) اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اور ڈرو اس سے اور قائم کرو نماز کو اور نہ ہو جاؤ (ان) مشرکوں میں سے جنہوں نے پارہ پارہ کر دیا اپنے دین کو اور خود گروہ گروہ ہو گئے۔ ہر گروہ جو اس کے پاس ہے اسی پر خوش ہے اور جب پہنچتی ہے لوگوں کو کوئی تکلیف تو پکارنے لگتے ہیں اپنے رب کو رجوع کرتے ہوئے اس کی طرف پھر جب (ان کی فریاد کو قبول فرما کر) چکھاتا ہے انہیں رحمت اپنی جناب سے تو یکا یک ایک گروہ ان میں سے اپنے رب کے ساتھ شرک کرنے لگتا ہے۔ (اچھا!) ناشکری کرلیں اس نعمت کی جو ہم نے دی ہے انہیں پس (اے ناشکرو!) لطف اٹھالو تمہیں (اس کا انجام) معلوم ہو جائے گا۔ کیا ہم نے اتاری ہے ان پر کوئی دلیل۔ پس وہ گواہی دیتی ہے اس شرک کی (سچائی) کی جو وہ کرتے ہیں۔ اور جب ہم چکھاتے ہیں لوگوں کو رحمت (کا مزہ) تو وہ اس پر پھولے نہیں سماتے اور اگر پہنچتی ہے انہیں کوئی تکلیف بوجہ ان کرتوتوں کے جو آگے بھیجے ہیں ان کے ہاتھوں نے تو وہ مایوس ہو جاتے ہیں۔ کیا انہوں نے (بارہا) مشاہدہ نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ کشادہ کر دیتا ہے رزق کو جس کے لیے چاہتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے (جس کے لیے چاہتا ہے) بلاشبہ اس میں نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو ایمان لے آئے ہیں۔ پس دو رشتہ دار کو اس کا حق نیز مسکین اور مسافر کو۔ یہ بہتر ہے ان لوگوں کے لیے جو رضائے الٰہی کے طلب گار ہیں اور وہی لوگ دونوں جہانوں میں کامیاب ہوں گے۔ اور جو روپیہ تم دیتے ہو بیاج پر تاکہ وہ بڑھتا رہے لوگوں کے مالوں میں (سن لو!) اللہ کے نزدیک یہ نہیں بڑھتا اور جو زکوٰۃ تم دیتے ہو رضائے الٰہی کے طلب گار بن کر پس یہی لوگ ہیں (جو اپنے مالوں کو) کئی گنا کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہیں پیدا فرمایا پھر تمہیں رزق دیا پھر (مقرر وقت پر) تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا۔ کیا تمہارے (ٹھہرائے ہوئے) شریکوں میں بھی کوئی ہے جو کر سکتا ہو ان کاموں میں سے کوئی۔ پاک ہے اللہ تعالیٰ (ہر عیب سے) اور بلند ہے ان سے جنہیں یہ شریک ٹھہراتے ہیں۔"

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے قول نقل کیا ہے کہ مُنِيْبِيْنَ کا معنی ہے توبہ کرنے والے۔

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ سے مراد یہودی ونصاریٰ ہیں اور اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَیْهِمْ سُلْطٰنًا سے مراد ہے کہ ہم نے ان پر کوئی ایسی دلیل نازل کی ہے جو انہیں اس بات کا حکم دیتی ہے۔(1)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے: کیا ہم نے ان پر کوئی کتاب نازل کی ہے جو انہیں شرک کرنے کا کہتی ہے۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے اسی کی مثل قول نقل کیا ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ابْنَ السَّبِیْلِ سے مراد مہمان ہے۔ یہی وہ نیکی ہے جسے اللہ تعالیٰ قبول کرتا ہے اور انہیں دس گنا یا اس سے زائد عطا فرماتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَمَاۤ اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ربا کی دو قسمیں ہیں: ایک ربا میں کوئی حرج نہیں اور ایک ربا صحیح نہیں۔ وہ ربا جس میں کوئی حرج نہیں وہ آدمی کا دوسرے آدمی کو ہدیہ دینا ہے جس کے بدلے میں وہ زیادتی کا طالب ہو یا اس سے کئی گنا کا طالب ہو۔

امام ابن جریر نے ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت میں ربا سے مراد تحائف ہیں۔(3)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت سے مراد ہے کہ انسان اپنا مال دے اور اس کے بدلے میں زیادہ کا خواہش مند ہو۔(4)

امام ابن جریر اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد وہ عطیہ ہے جو تم دیتے ہو تاکہ دنیا میں ہی اس کا بدلہ تمہیں دیا جائے، اس میں کوئی اجر نہیں ہے۔

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ آیت میں جس ربا کا ہے وہ حلال ربا ہے۔ وہ یہ کہ تو کسی کو تحفہ دے اور بدلہ میں زیادہ کا ارادہ کرے۔ اس میں اس کے لیے نہ اجر ہوتا ہے اور نہ ہی گناہ ہوتا ہے۔ نبی کریم ﷺ کو خاص طور پر اس سے منع کیا گیا ہے وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ﴿۶﴾ (المدثر)۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اسی کی مثل روایت نقل کی ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ایک انسان کوئی چیز دیتا ہے تاکہ اس کے بدلہ میں کوئی چیز دی جائے اور زیادہ دی جائے۔ وہ تحفہ جو اللہ کی رضا کے لیے دیتا ہے اور ساتھی سے کسی اجر اور بدلہ کا طالب نہیں ہوتا تو یہ وہ عمل ہے جس کا اللہ تعالیٰ کئی گنا بدلہ عطا فرماتا ہے۔

عبد الرزاق، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے یہ قول نقل کیا ہے کہ مِّنْ زَكٰوةٍ سے مراد صدقہ ہے۔(5)

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ لِیُذِیْقَهُمْ بَعْضَ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 50، دار احیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 52
3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 54
4۔ ایضاً
5۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 56

الَّذِیْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ۝۴۱ قُلْ سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِیْنَ۝۴۲

''پھیل گیا ہے فساد بَرّ اور بحر میں بوجہ ان کرتوتوں کے جو لوگوں نے کیے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ چکھائے انہیں کچھ سزا ان کے (برے) اعمال کی شاید وہ باز آجائیں۔ (اے محبوب!) آپ (انہیں) فرمائیے سیر و سیاحت کرو زمین میں اور دیکھو کیسا انجام ہوا ان لوگوں کا جو ان سے پہلے گزرے، ان میں سے اکثر مشرک تھے''۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اَلْبَرِّ وَ الْبَحْرِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ بر اس خشک زمین کو کہتے ہیں جس کے قریب دریا نہ ہو اور بحر ان شہروں اور دیہاتوں کو کہتے ہیں جو دریا کے کناروں پر ہوں۔

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ برکت میں کمی بندوں کے اعمال کے باعث ہوتی ہے تاکہ وہ توبہ کریں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اَلْفَسَادُ سے مراد قحط سالی ہے۔ ان سے کہا گیا بارش کا کم ہونا سمندر کو تو کچھ نقصان نہیں دیتا۔ تو عکرمہ نے کہا جب بارش کم ہو جاتی ہے تو اس کی گہرائی میں کمی آجاتی ہے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عطیہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ خشکی ہے اور یہ سمندر ہے، اس میں کیا فساد واقع ہوتا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا جب بارش کم ہو جاتی ہے تو گہرائی میں کمی آجاتی ہے۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت زید بن رفیع سے آیت کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ اَلْفَسَادُ سے مراد بارش کا نہ ہونا ہے۔ ان سے سوال کیا گیا سمندر میں اس سے کیا فساد ظاہر ہوتا ہے؟ کہا جب بارش نہ ہو تو سمندر کے جانور راندھے ہو جاتے ہیں۔

امام فریابی نے حضرت عکرمہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بر سے مراد بے آب و گیاہ جنگل اور بحر سے مراد بستیاں ہیں۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بر کو تو ہم نے پہچان لیا ہے تو بحر سے کیا مراد ہے؟ کہا عرب شہروں کو بحر کا نام دیتے ہیں۔ (1)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ فساد البر سے مراد انسان کا اپنے بھائی کو قتل کرنا ہے اور فساد البحر سے مراد یہ ہے کہ بارش کا زبردستی کشتیاں غصب کر لینا ہے۔ (2)

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بر اور بحر میں فساد یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے تھا۔ لوگوں میں سے رجوع کرنے والے لوگ آئے۔ (3)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بر سے مراد وہ بستی ہے جو سمندر سے دور ہو جیسے مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ اور بحر سے مراد وہ بستی ہے جو سمند کے کنارے ہو جیسے کوفہ، بصرہ اور شام۔ اور بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 57، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 58 3۔ ایضاً

النَّاسِ سے مراد ان کے برے اعمال ہیں جو انہوں نے کیے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت عطاء رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ بحر سے مراد جزائر ہیں۔

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے شاید وہ توبہ کرلیں۔(1)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول نقل کیا ہے کہ شاید گناہوں سے توبہ کرلیں۔

امام ابن ابی شیبہ اور ابن جریر رحمہم اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال خبیثہ کی وجہ سے زمین اور سمندر میں تباہی مچادی۔ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ شاید ان کے بعد لوگ ان اعمال سے لوٹ آئیں۔(2)

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ﴿۴۳﴾ مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ﴿۴۴﴾ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۵﴾ وَ مِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّ لِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَ لِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۶﴾

"پس کرلو اپنا رخ اس دین قیم کی طرف اس سے پہلے کہ آجائے وہ دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے جسے ٹلنا نہیں اس روز یہ لوگ جدا جدا ہو جائیں گے۔ جس نے کفر کیا تو اس پر ہے کفر کا وبال اور جنہوں نے نیک عمل کیے تو وہ اپنے لیے ہی راہ ہموار کر رہے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ بدلہ دے انہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے اپنے فضل وکرم سے۔ بیشک وہ پسند نہیں کرتا کفار کو۔ اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ وہ بھیجتا ہے ہواؤں کو (بارش کا) مژدہ سناتے ہوئے نیز تاکہ وہ تمہیں چکھائے اپنی رحمت سے اور تاکہ چلیں کشتیاں اس کے حکم سے اور تاکہ تم طلب کرو اس کے فضل سے اور تاکہ تم شکر ادا کرو۔"

عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے قتادہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ دین قیم سے مراد اسلام ہے اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ سے مراد یوم قیامت ہے۔ يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ کا معنی ہے ایک جماعت جنت میں اور ایک جماعت جہنم میں ہوگی۔(3)

ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس سے يَّصَّدَّعُوْنَ کا یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ بکھر جائیں گے۔(4)

ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن زید سے یہ معنی نقل کیا ہے کہ وہ اس دن جماعتوں میں بکھر جائیں گے اور یہ آیت پڑھی فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ﴿۱۵﴾ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَ لِقَآئِ الْاٰخِرَةِ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 59 2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 58 3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 60 4۔ ایضاً

فَأُولَٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُونَ۝ (الروم) کہا یہ اس وقت ہوگا جب وہ تقسیم ہو کر جنت یا جہنم کی طرف جائیں گے۔(1)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابونعیم نے ''حلیہ میں'' اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''عذاب قبر'' میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے فَلِأَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُونَ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ قبر میں پہلوؤں کو درست کریں گے۔(2)

امام فریابی، ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ وہ ہواؤں کو بارش کی خوشخبری دینے والیاں بنا کر بھیجتا ہے۔ رحمت سے مراد بارش ہے۔ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِأَمْرِهِ تاکہ کشتیاں سمندر میں اس کے حکم سے چلیں اور تاکہ تم کشتیوں میں تجارت کر کے اللہ تعالیٰ کا فضل چاہو۔(3)

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا إِلَىٰ قَوْمِهِمْ فَجَاءُوهُمْ بِالْبَيِّنَاتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِينَ أَجْرَمُوا ۖ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِينَ۝٤٧

''اور بیشک ہم نے بھیجے آپ سے پہلے پیغمبران کی قوموں کی طرف۔ پس وہ لے کر آئے ان کے پاس روشن دلیلیں۔ پس ہم نے بدلہ لیا ان سے جنہوں نے جرم کیے اور ہمارے ذمۂ کرم پر ہے اہل ایمان کی امداد فرمانا۔''

امام ابن ابی حاتم، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا جو مسلمان بھی اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ کرم پر لے لیا کہ قیامت کے روز اس سے جہنم کی آگ کو دور کرے۔ پھر اس آیت کی تلاوت کی۔

اللَّهُ الَّذِي يُرْسِلُ الرِّيَاحَ فَتُثِيرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهُ فِي السَّمَاءِ كَيْفَ يَشَاءُ وَيَجْعَلُهُ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلَالِهِ ۖ فَإِذَا أَصَابَ بِهِ مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ۝٤٨ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلِ أَنْ يُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِنْ قَبْلِهِ لَمُبْلِسِينَ۝٤٩ فَانْظُرْ إِلَىٰ آثَارِ رَحْمَتِ اللَّهِ كَيْفَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ إِنَّ ذَٰلِكَ لَمُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۝٥٠ وَلَئِنْ أَرْسَلْنَا رِيحًا فَرَأَوْهُ مُصْفَرًّا لَظَلُّوا مِنْ بَعْدِهِ يَكْفُرُونَ۝٥١

''اللہ تعالیٰ ہی ہے جو بھیجتا ہے ہواؤں کو، پس وہ اٹھاتی ہیں بادل کو، پس اللہ تعالیٰ پھیلا دیتا ہے اسے آسمان پر جس طرح چاہتا ہے۔ اور کر دیتا ہے اسے ٹکڑے ٹکڑے۔ پھر تو دیکھتا ہے بارش کو کہ ٹپکنے لگتی ہے اس میں سے۔ پھر جب پہنچاتا ہے اسے جس کو چاہتا ہے اپنے بندوں سے اس وقت وہ خوشیاں منانے لگتے ہیں۔ اگر چہ وہ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 60 2۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 61 3۔ ایضاً، جلد 21، صفحہ 62

بندے اس سے پہلے کہ ان پر بارش ہوتی مایوس ہو چکے تھے۔ پس (چشم ہوش سے) دیکھو رحمت الٰہی کی علامتوں کی طرف (تمہیں پتہ چلے گا) کہ وہ کیسے زندہ کرتا ہے زمین کو اسکے مردہ ہونے کے بعد۔ بیشک وہی خدا مردوں کو زندہ کرنے والا ہے۔ اور وہ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ اور اگر ہم بھیج دیتے ایسی ہوا (جس کے اثر سے) وہ دیکھتے اپنے سرسبز کھیتوں کو کہ وہ زرد ہو گئے ہیں تو اسکے باوجود وہ کفر پر اڑے رہتے۔''

امام ابوالشیخ رحمہ اللہ نے ''العظمہ'' میں حضرت سدی رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہواؤں کو حکم دیتا ہے وہ بادلوں کو خافقین (آسمان کے کنارے جب وہ ملیں) کے درمیان سے لاتی ہیں، اسے نکالتی ہیں، پھر پھیلاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس آسمان میں جیسے چاہتا ہے پھیلا دیتا ہے۔ پانی بادل پر بہتا ہے۔ پھر اس کے بعد بادل بارش برساتا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہوا بھیجتا ہے، وہ پانی کو بادل سے اٹھالیتی ہے اور پانی کے ساتھ بادل کے پاس سے گزرتی ہے اسے نچوڑا جاتا ہے جیسے اونٹنی کو دھویا جاتا ہے۔ موسلا دھار بارش مشک کا منہ کھولنے کی طرح ہے مگر وہ جدا جدا ہوتی ہے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ وہ اسے جمع کرتا ہے۔ پھر اسے ٹکڑے ٹکڑے بنا دیتا ہے۔ (1)

امام ابو یعلیٰ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے ٹکڑے ٹکڑے بنا دیتا ہے، اس کے بعض کو بعض پر رکھتا ہے۔ تو دیکھے گا کہ بارش اس کے درمیان سے نکلتی ہے۔

امام فریابی رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے الْوَدْقَ کا معنی بارش نقل کیا ہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمہ اللہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ وَ يَجْعَلُهٗ كِسَفًا آسمان کے نیچے آسمان بنا دیا ہے اور لَمُبْلِسِيْنَ کا معنی ہے وہ مایوس تھے۔

فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَ لَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَ مَاۤ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۵۳﴾

''پس آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ آپ بہروں کو سنا سکتے ہیں اپنی پکار (خصوصاً) جب وہ پیٹھ پھیر کر جا رہے ہوں۔ اور نہ آپ ہدایت دے سکتے ہیں اندھوں کو ان کی گمراہی سے۔ آپ نہیں سنا سکتے مگر انہیں جو ایمان لائے ہماری آیتوں پر پس وہ گردن جھکائے ہوئے ہیں۔''

امام مسلم اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 63، داراحیاء التراث العربی بیروت

غزوۂ بدر کے مشرک مقتولوں کو چند دن اسی طرح رہنے دیا یہاں تک کہ ان کے جسم گلنے سڑنے لگے۔ پھر حضور ﷺ ان کے پاس آئے اور انہیں ندا کرنے لگے فرمایا اے امیہ بن خلف، اے ابوجہل بن ہشام، اے عتبہ بن ربیعہ! کیا تمہارے رب نے تمہارے ساتھ جو وعدہ کیا تھا اسے تم نے سچا پایا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی آواز کو سنا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے، عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ آپ ﷺ انہیں تین دن کے بعد آواز دے رہے ہیں کیا وہ آواز (1) سنتے ہیں؟ جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَاِنَّکَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰی۔ حضور ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں لیکن وہ جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔ (2)

امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ بدر کی کھائی پر کھڑے ہوئے پوچھا کیا تم نے اپنے رب کے وعدہ کو سچا پایا؟ پھر فرمایا بیشک وہ اب اس کو سن رہے ہیں جو میں انہیں کہہ رہا ہوں۔ یہ بات حضرت عائشہ صدیقہ سے کی گئی تو حضرت عائشہ صدیقہ نے کہا نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیشک اب وہ جانتے ہیں کہ جو میں انہیں کہتا تھا وہ حق ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی فَاِنَّکَ لَا تُسۡمِعُ الۡمَوۡتٰی۔ (3)

امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، ابوداؤد، امام ترمذی اور امام نسائی نے قتادہ کے واسطہ سے روایت نقل کی ہے کہ ہمارے لیے حضرت انس بن مالک نے حضرت ابوطلحہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قریش کے چوبیس سرداروں کے بارے میں حکم دیا تو انہیں بدر کے انتہائی بدحال کنویں میں پھینک دیا گیا۔ حضور ﷺ کا معمول مبارک تھا جب کسی قوم پر فتح پاتے تو تین دن تک کھلی جگہ ٹھہرتے۔ جب بدر میں تیسرا دن ہوا تو سواری تیار کرنے کا حکم دیا تو اس پر کجاوہ کس دیا گیا۔ پھر آپ کے صحابہ بھی آپ کے پیچھے ہو لیے۔ صحابہ نے کہا آپ ﷺ قضائے حاجت کے لیے جا رہے ہیں یہاں تک کہ آپ کنویں کے کنارے کھڑے ہو گئے۔ حضور ﷺ انہیں ان کے اپنے اور ان کے آباء کے ناموں سے پکارنے لگے۔ اے فلاں بن فلاں! اے فلاں بن فلاں! کیا تمہیں یہ بات خوش کرتی کہ تم نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی ہوتی۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سے جو وعدہ کیا اسے ہم نے حق پایا ہے، کیا اللہ تعالیٰ نے تم سے جو وعدہ کیا تھا اسے بھی سچا پایا ہے؟ حضرت عمر نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! آپ تو ایسے جسموں سے گفتگو کر رہے ہیں جن میں روحیں ہی نہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا جو میں کہتا ہوں وہ تمہاری بنسبت اسے زیادہ سنتے ہیں۔ قتادہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حضور ﷺ کی بات سنائی۔ مقصود شرمندہ کرنا۔ ان کی حقارت بیان کرنا، سزا دینا، حسرت کا اظہار کرنا اور شرمندہ کرنا تھا۔ (4)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت کلبی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت ابو صالح رحمہ اللہ سے وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ

1۔ آیت میں موتی سے مراد مردہ دل ہیں تفسیر خازن النمل میں ہے یعنی موتی القلوب وہم الکفار علامہ بغوی نے کہا الکفار اور علامہ قرطبی نے کہا موتی القلوب جن کے دل مردہ ہیں۔ آج کل سماع موتی پر جو بحث جاری ہے اس کے بارے میں حضور ضیاء الامت پیر محمد کرم شاہ الازہری نے تفسیر ضیاء القرآن میں اس آیت کے ضمن میں خوبصورت مقالہ تحریر کیا ہے، اس کی طرف رجوع کیجئے۔

2۔ صحیح مسلم، باب عرض المقعد علی المیت، جلد 2، صفحہ 387، قدیمی کتب خانہ کراچی

3۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 567، قدیمی کتب خانہ کراچی

4۔ صحیح بخاری، جلد 2، صفحہ 566، قدیمی کتب خانہ کراچی

عنہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ یہ آیت اس بارے میں نازل ہوئی کہ نبی کریم ﷺ نے اہل بدر کو ندا کی تھی۔

اَللّٰهُ الَّذِیۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ ضُعۡفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنۡۢ بَعۡدِ ضُعۡفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنۡۢ بَعۡدِ قُوَّةٍ ضُعۡفًا وَّ شَيۡبَةً ؕ يَخۡلُقُ مَا يَشَآءُ ۚ وَهُوَ الۡعَلِيۡمُ الۡقَدِيۡرُ ﴿۵۴﴾

"اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے تمہیں (ابتداء میں) کمزور پیدا فرمایا پھر عطا کی (تمہیں) کمزوری کے بعد قوت پھر قوت کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دے دیا۔ پیدا کرتا ہے جو چاہتا ہے اور وہی سب کچھ جاننے والا بڑی قدرت والا ہے"۔

امام سعید بن منصور، امام احمد، ابوداؤد، امام ترمذی (جبکہ امام ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے)، ابن منذر، طبرانی، شیرازی نے "القاب" میں، دارقطنی نے "افراد" میں، ابن عدی، حاکم، ابونعیم نے "حلیہ" میں، ابن مردویہ اور خطیب رحمہم اللہ نے "تالی التلخیص" میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ پر اَللّٰهُ الَّذِیۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ ضَعۡفٍ پڑھا تو حضور ﷺ نے فرمایا اے بیٹے! یہ من ضُعۡفٍ ہے۔

امام خطیب نے حضرت ابن عمر سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اَللّٰهُ الَّذِیۡ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ ضُعۡفٍ پڑھا۔

ابن مردویہ نے حضرت عائشہ صدیقہ سے روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم ﷺ سورہ روم میں اس لفظ کو ضُعۡفٍ پڑھتے۔

امام ابن جریر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ من ضعف سے مراد نطفہ ہے اور مِنۡۢ بَعۡدِ ضُعۡفٍ قُوَّةً میں ضُعۡفٍ سے مراد بڑھاپا ہے اور شَيۡبَةً سے مراد سر کے بالوں کا سیاہ و سفید ہونا ہے۔(1)

وَيَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَةُ يُقۡسِمُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ۙ مَا لَبِثُوۡا غَيۡرَ سَاعَةٍ ؕ كَذٰلِكَ كَانُوۡا يُؤۡفَكُوۡنَ ﴿۵۵﴾ وَقَالَ الَّذِيۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ وَالۡاِيۡمَانَ لَقَدۡ لَبِثۡتُمۡ فِىۡ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوۡمِ الۡبَعۡثِ ۫ فَهٰذَا يَوۡمُ الۡبَعۡثِ وَلٰـكِنَّكُمۡ كُنۡتُمۡ لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۵۶﴾ فَيَوۡمَئِذٍ لَّا يَنۡفَعُ الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا مَعۡذِرَتُهُمۡ وَلَا هُمۡ يُسۡتَعۡتَبُوۡنَ ﴿۵۷﴾ وَلَقَدۡ ضَرَبۡنَا لِلنَّاسِ فِىۡ هٰذَا الۡقُرۡاٰنِ مِنۡ كُلِّ مَثَلٍ ؕ وَلَئِنۡ جِئۡتَهُمۡ بِاٰيَةٍ لَّيَـقُوۡلَنَّ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡۤا اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا مُبۡطِلُوۡنَ ﴿۵۸﴾ كَذٰلِكَ يَطۡبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوۡبِ الَّذِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۵۹﴾ فَاصۡبِرۡ

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 66، داراحیاء التراث العربی بیروت

اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۶۰﴾

''اور جس روز قیامت قائم ہوگی قسمیں اٹھائیں گے مجرم کہ نہیں ٹھہرے وہ (دنیا میں) مگر ایک گھڑی۔ یونہی وہ (پہلے بھی) غلط بیانی کیا کرتے تھے۔ اور کہیں گے وہ لوگ جنہیں علم اور ایمان دیا گیا (انہیں) کہ تم ٹھہرے رہے ہو نوشتہ الٰہی کے مطابق روز حشر تک۔ پس یہ (آگیا) ہے یوم محشر لیکن تم نہیں جانتے تھے۔ پس اس دن نہ نفع دے گی ظالموں کو ان کی عذر خواہی اور نہ انہیں اجازت ہوگی۔ توبہ کر کے اللہ کو راضی کرلیں۔ اور بیشک ہم نے بیان فرمائی ہے لوگوں (کے بھلے) کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی مثال۔ اور اگر آپ لے آئیں ان کے پاس کوئی نشانی تو (جواباً) یہی کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا نہیں ہو تم مگر باطل پرست۔ یونہی مہر لگا دیتا ہے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے دلوں پر جو (حق کو) نہیں جانتے۔ سو آپ صبر فرمائیں بیشک اللہ تعالیٰ کا وعدہ سچا ہے اور آپ کو پھسلا نہ دیں (راہ حق سے) وہ لوگ جو یقین نہیں رکھتے۔''

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ یعنی وہ دنیا میں صرف ایک گھڑی رہے ہیں۔ جب وہ آخرت کو دیکھیں گے تو قیام دنیا کی مدت کو قلیل جانیں گے۔ كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ اسی طرح وہ دنیا میں جھوٹ بولا کرتے تھے۔ وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ قتادہ رحمہ اللہ نے کہا یہ کلام کی تقدیم اور تاویل ہے یعنی وہ لوگ جنہیں ایمان اور علم عطا کیا گیا تھا۔ انہوں نے کہا اللہ کی کتاب میں ہے تم قیامت کے دن تک وہاں رہے۔

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ربیع بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علم میں برزخ میں قیامت کے دن تک ٹھہرے۔ قیامت کے وقت کا علم اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَّ اَجَلٌ مُّسَمًّى ﴿۲﴾ (طہ)

امام ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے ''سنن'' حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت نقل کی ہے کہ ایک خارجی نے حضرت علی شیر خدا کو آواز دی جبکہ آپ صبح کی نماز پڑھ رہے تھے۔ اس نے کہا وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۵﴾ (الزمر) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حالت نماز میں ہی اسے جواب دیا فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ۔ (1)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 21، صفحہ 68، دار احیاء التراث العربی بیروت